قابل توجہ مبارک خسروے مدظلہ العالی و لائق سماعت ارباب حکومت سرکار عالی
داستان دردانگیز
لالہ ٹھاکر داس اینڈ سنز کے اہتمام سے
دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپی ۱۹۲۲ء
Checked
1987

داد داد داد داد داد

فریاد فریاد فریاد فریاد فریاد

بکوایا ہے محضر رشوت نے ذہن کی عدالت کی

نے ناحق ناروا تہمت لگا دی

ستمگاروں کی یہ بستی

ہیں تصویریں وداد گر یاب

فغاں شاہِ آصف کی دوہائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پھو نچائی لاکھوں سے فریاد آپ تک
انصاف کا بھروسہ ہے کیا دادخواہ کو

فخر اولین و آخرین۔ باصولت و ذی تمکین۔ نوشیروان معدلت سلیمان حشمت کیوان بارگاہ۔ عالم پناہ۔ اعلیحضرت قوی شوکت آصفجاہ ہفتم ہز اگزالٹڈ ہائینس خسرو دکن خلد اللہ ملکہ کا مبارک عہد رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ کی نیک ساعت میں حیدرآباد دکن کی موروثی ریاست میں آغاز ہوا۔ اس قلیل مدت میں وہ ترقیاں اور برکات ملک کو حاصل ہوے جسکی تفصیل کے لیے ایک ضخیم کتاب لکھنے کی ضرورت ہوگی۔ اوس روشن دماغ بیدار مغز ظل اللہ کے زیر سایہ حیدرآباد دکن کی ایک کروڑ بتیس لاکھ رعایا امن و آسایش کے گہوارہ میں میٹھی نیند سوتی ہے۔ یہ دکن کی ریاست یورپ کی اعلیٰ مہذب و شایستہ ریاستوں کی طرح سے آئینی کونسل کے ساتھ آئینی ریاست ہے ذرا سا نقص اور خفیف سی برائی کسی امر میں پائی جاسے تو فوراً اوسکی اصلاح کردیجاتی ہے۔ اسواسطے محمد علی مرحوم سابق معتمد پیشی مدار المہامی و سابق مددگار معتمد کیبنٹ کونسل اور اُسکے شرکا کے افسوسناک ظلم کے دردناک واقعات قابل توجہ مبارک خسروی مدظلہ العالی و لائق سماعت باب حکومت سرکار عالی ہیں۔ اگرچہ محمد علی اوس سرکاری عہدہ سے نکالا گیا اور بداعمالیوں کی سزا میں جلا وطن ہوکر کیفر کردار کو پہونچا اور قضاے الٰہی سے خسر الدنیا والآخرہ بھی ہوگیا لیکن اوس کا اور

اُسکے شرکار کا ظلم جو کچھ سرکاری عہدہ پر ان کی آڑ میں ہوا تھا اُسکی یادگار کا بدنما سیاہ دھبہ ابتک سرکار عالی کے روشن عہد کی درخشان صفحۂ تاریخ پر باقی ہے اُسکو دور کرانیکے لیئے یہ تحریر بصورت رسالہ مطبوعہ عام طور پر شائع کیجاتی ہے تاکہ کوئی کاپی کسی ذریعہ سے تو ملاحظہ مبارک خدامان اشرف تک اور صدر اعظم صاحب باب حکومت کے ملاحظہ تک پہنچ جائے گو محمد علی اب نہیں ہے مگر اُسکے طرفدار عہدہ دار سرکار و شہر صاحب کی کوئی درخواست پیشگاہ مبارک خسروی تک یا باب حکومت سرکار عالی تک نہ جا سکنے کا اہتمام و انتظام کر دیئے ہیں اسلیئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا۔

محمد علی اور اُسکے شرکار کا خلاف قانون اقتدار اور ظلم

محمد علی مرحوم سابق معتمد پیشی مدار المہامی و مددگار معتمد کیبنٹ کونسل کا عہدہ معزز و محترم تھا مگر قانوناً اوسکی حیثیت ایک پٹہ رسان سے زیادہ نہ تھی معتمدین سرکار اور دیگر حکام کے دفاتر سے پیشگاہ وزارت میں پیش ہونیوالی مثلیں محمد علی کے دفتر میں آکر درج رجسٹر ہو کر پیش ہو کر وزارت کی رائے و تجویز و حکم صادر ہو چکنے کے بعد دفاتر متعلقہ کو واپس کر دینا محمد علی کا فرض منصبی تھا اپنے قلم سے اپنی رائے و تجویز لکھنے کا محمد علی کو اختیار نہ تھا۔ مگر شہرت یہ تھی کہ پیشگاہ وزارت میں گہرا رسوخ حاصل ہونے سے کاروبار وزارت میں اوسکو پورا دخل تھا بڑے بڑے اُمرا و معززین و عہدہ داران محمد علی کی رضاجوئی اور نگاہ توجہ کے اُمیدوار اور اوسکی ملاقات کے آرزومند ہوتے تھے قدیم ملازمین دفاتر سرکار میں بڑا حصہ محمد علی کا ممنون منت تھا ہر ایک جاگیردار و معاشدار محمد علی کو خوش کیئے بغیر نہ دفتر پیشی میں کامیاب ہو سکتے تھے اور نہ بحث کی کامیابیوں سے فائدہ اُٹھا سکتے تھے سب سے اعلیٰ سرکاری حکم فرمان مبارک خسروی کی تعمیل روکدینا اور بیکار قرار دینا بھی محمد علی کے ہاتھ میں تھا۔ یہ تمام باتیں سرکاری امثلہ سے ثابت کیجا سکتی ہیں۔ ریاست کی بہتی گنگا میں ہر ایک حاجت مند کا ہاتھ دُہلانیکو محمد علی مع شرکا کمربستہ تھا جو جو حاجتمند اوس سے ملکر اوسکو خوش کیئے دل کھولکر اونکا ہاتھ دُہلایا۔ اور اپنے اور اپنے شرکار کے جیب و دامن بھر لیئے اور اچھی طرح بھر لیئے محمد علی کے ایک شریک

عبدالباقر خاں نے محمد علی کے ساتھ لاکھوں روپیہ کمائے سرورنگر کے راستہ کا بنگلہ معہ فرنیچر دو لاکھ روپیہ قیمت کا اور عابد کے شاپ کے قریب کے دو بنگلے دو لاکھ روپیہ کی مالیت کے اور ونگاپلی کے قریب کا بنگلہ اور مقطعہ لاکھوں روپیہ کی جائداد نقدی کے علاوہ یہ وکالت کی آمدنی خالص نہیں محمد علی کے رازدار و شریک ہونے کی بدولت یہ دولت کمائی ہوئی ہے۔

پیرزادہ مولوی سید احمد الحسینی آفسر وکیل ہائیکورٹ سرکار عالی کے خاندانی حالات اور مختصر کیفیت اسکے ضمیمہ میں درج ہے ملاحظہ ہو۔ وکالت سے پہلے وہ سررشتہ انعام میں سرکاری ملازم تھے ۱۰ سال کی سرکاری ملازمت کے زمانہ میں اور ۲۲ سال کے وکالت کے زمانہ میں کسی بارہ میں نہ خود رشوت لی اور نہ کسی کو دی نہ دلوائی امانت و دیانت سے کاروبار انجام دیئے محمد علی کو بھی ابتدا سے کبھی کچھ نہ دیا نہ دلوایا اسواسطے محمد علی افسر صاحب سے ابتدا سے خوش نہ تھا۔ افسر صاحب کی وکالت کا ایک خاص مقدمہ نابالغ جاگیردار کا صیغہ مال میں تھا اوس مقدمہ میں محمد علی کی طرف سے رشوت کا سوال کیا گیا نابالغ جاگیردار کے سرپرست روپیہ نہ دیسکے پیچیدگی بڑھی کشمکش پیدا ہوئی محمد علی کو گمان ہوا کہ افسر صاحب کی مزاحمت سے وہ روپیہ نہیں ملتا ہے زیادہ برہمی پیدا ہوئی محمد علی نے بحیثیت معتمد پیشی و مددگار معتمد کیبنٹ کونسل اقدام استحصال بالجبر کی حد تک نوبت پہونچائی یوں بھی روپیہ نہ ملا تو اوس مقدمہ کے اور افسر صاحب کے سخت مخالف ہوکر مختلف صورتوں سے حملے شروع کرادیئے مقدمہ کی نسبت جھوٹی مخبریاں شروع ہوئیں افسر صاحب پر جھوٹے فوجداری مقدمات دائر ہونے لگے مگر نتیجہ ہمیشہ محمد علی اور اسکے شرکا کے خلاف نکلتا رہا اسواسطے شرمندہ ہوکر بے بنیاد فرضی مخبری کی درخواست لیکر محمد علی نے نابالغ جاگیردار مذکور کے جاگیرات ضبط کرادیئے مدار المہامی کے اوس حکم کا باضابطہ اپیل بارگاہ خسروی میں پیش ہوا اپیل کی درخواست

میں محمد علی کی کارسازیوں پر اور رشوت ستانی پر روشنی ڈالی گئی - فرمان مبارک صادر ہوا کہ

"محمد علی اور اوس کا شریک عبد الباقر خان وکیل علاقہ حیدرآباد سے نکالدئیے جائیں"

وہ واقعہ ۱۳۲۵ھ کے قریب کا ہے فرمان مبارک خسروی کی تعمیل ہونے نہ دی چندروز
حیلہ وحوالہ میں ٹالا شاہزادہ احمد محی الدین خاں کے تولد کے صدقہ میں معافی دلائی گئی
جلاوطنی سے محمد علی و عبد الباقر خاں بچ گئے یہ جلاوطنی کا فرمان مبارک ناظم جاگیرات
مذکور کے درخواست پر صادر ہوا تھا اسلئے افسر صاحب کی کارروائی سمجھکر محمد علی اور اسکے
شرکا افسر صاحب کے سخت مخالف اور درپے ہوکر مضرت رسانی کا موقع تلاش کرنے
لگے جب قابو ملا حملہ کرتے تھے اوس وقت تک افسر صاحب کی تائید یافتہ تھی ہر طرح
محفوظ رہے سنہ ۱۳۳۱ھ میں بموجب بیانات ضمیمہ افسر صاحب بارگاہ خسروی مدظلہ العالی
میں بذریعہ مدح سرائی و شاعری باریاب ہوئے محمد علی اور اُسکے شرکا کو رشک وحسد سے
بیحد رنج ہوا اونکے کلیجوں پر آسیب پڑگئے پہلے سے زیادہ درپے ہوگئے کئی بڑی
قوتوں کی امداد اپنے ساتھ لیکر افسر صاحب کی مضرت رسانی پر کمر باندھی اُسی کے قریب
زمانہ میں شبیر علیخاں کے محضر کا اتفاقی واقعہ سرکار عالی کے سامنے بغرض طلب
پیش ہوا جس سے افسر صاحب کو مطلق تعلق نہ تھا ابتدائے تحریک جلاوطنی
تک کبھی شبیر علیخاں سے اور افسر صاحب سے باہمی تعرف و شناسائی و ملاقات و
آمدورفت بالکل نہ تھی تو اُسکے نفرتی محضر سے کیا تعلق ہوسکتا تھا اگر تحقیقات باضابطہ
طریقہ سے ہوتی تو اچھی طرح سے ثابت ہو جاتا مگر تحقیقات باضابطہ طریقہ سے نہیں ہوئی
محمد علی اور اُسکے شرکا اور بھائیوں دس سال پہلے سے رشوت نہ دینے کی عداوت سے
افسر صاحب کے خرابی کا خواب دیکھ رہے تھے کسی موقع کی تلاش و توقع میں تھے غلط طور
پر شبیر علیخاں اور اُسکے محضر کے تعلق کا افسر صاحب کے نسبت شبہ پیدا کرکے
سرکار عالی اور سرکار عالی کے مقتدر حکام کو غلط فہمی پیدا کرائی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شبیر

تحقیقات و بغیر الزام کے تنہا پیش قاضی روی راضی آئی کی مثل پوری ہوئی ہوم آفس سے
نیم سرکاری مورخہ یکم شوال ۱۳۳۳ ہجری یہ جاری ہوا کہ
"شبیر علیخاں ۔ معین الدین ۔ ابوالحسن قیصر ۔ سید احمد افسر"
"انتظاما علاقہ حیدرآباد دکن کے باہر نکال دیئے جائیں"
اس تحریر میں بحث کرنے کے لئے شبیر علیخاں کے حالات دریافت کئے گئے وگرنہ حقیر اور افسر صاحب بالکل ناواقف تھے افسر صاحب کے بچاؤ کے لئے محضر پر بھی بحث کیجاتی ہو وگرنہ اوس سے بھی کچھ سروکار نہ تہا ۔ شبیر علیخاں سے اور اُسکے محضر سے افسر صاحب کو کچھ تعلق نہیں اور افسر صاحب کی جلا وطنی خلاف قانون و خلاف انصاف غلط قیاسات پر اور واقعات کی غلط فہمی پر مبنی ہو بوجوہات ذیل قابل تنسیخ ہی ۔

(۱) محمد علی مذکورہ بالا اور شبیر علیخاں اور نواب زین العابدین خاں مرحوم اور عبدالباقر خاں وکیل ہمیشہ ایکدوسرے کے رفیق و محب و دوست خالص تھے بعض بعض کے ہم مکتب تھے اور مدرسہ عزیزا اور خانگی تعلیم میں شریک رہتے تھے ۔ شبیر علیخاں رات دن جن لوگوں میں شیر وشکر تھا وہ افسر صاحب کے مسلمہ مخالف اور خون کے پیاسے تھے تو کیونکر یہ بات قرین قیاس ہوسکتی ہو کہ مخالفین کے ایک جزو شبیر علیخاں سے افسر صاحب ہمراز بنکر اوسکے محضر سے تعلق رکھے ہوں واقعات اور حالات کی بنا پر کوئی بات قرین قیاس اگر ہوسکتی ہو تو یہ ہوسکتی ہو کہ افسر صاحب سے اور شبیر علیخاں سے تو تعلق نہ تھا شبیر علیخاں جن کی بیٹھک میں تمام دن رہتا تہا اون سے اور محمد علی وغیرہ سے محضر کا تعلق تہا چونکہ صاحب محضر اونکا ہمراز و ہم نوالہ و ہم پیالہ تہا ۔

(۲) افسر صاحب کی جلا وطنی کا سرکاری حکم کسی باضابطہ تحقیقات پر تو مبنی نہیں تہا قرائن سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس **حکم کی ترتیب خود غرض اشخاص** کے ہاتوں میں تھی کہ انہوں نے اپنی خواہش کے مطابق حکم مرتب کرکے سرکار سے

منظوری لگئی سرکار عالی کے سامنے کچھ مواد موجود نہ تھا سرکار نے اُن کے بھروسے پر
منظوری صادر فرمائی یہی سبب ہوا کہ محمد علی کے معاونین ناحق بے تعلق افسر صاحب
کو جلاوطن کرادینے میں کامیاب ہوئے اور دس سال کی عداوت جو رشوت نہ دینے
کے سبب سے تھی وہ عداوت نکال کر اپنا دل ٹھنڈا کرلیا۔ اوس حکم کی ترتیب خودغرض اشخاص
کے ہاتوں میں ہونیکا ثبوت یہ ہے۔

(الف) لعل خاں کوتوال سے اور دوسرے ذریعہ سے بھی ظاہر ہوا تھا کہ شروع
میں وہ محضر علیخاں کوتوال کے پاس لاکر داخل کرنے والے شیر علیخاں اور بابو خاں سوداگر
پارچہ کے دو گماشتے صرف تین شخص تھے اِن تین اشخاص کے سوائے کوتوالی میں محضر
لاکر داخل کرنے والا کوئی چوتھا شخص نہ تہا اور شروع سے آخر تک شیر علیخاں اور وہ
دو گماشتے بابو خاں کے تین آدمی محضر کو صحیح ثابت کرانے کے لئے کوتوالی میں اور سرکار
میں ہر جگہ پیروی کرتے تھے افسر صاحب کا دخل اونکے ساتھ ایک منٹ کے لئے
کبھی نہیں رہا بابو خاں سوداگر کے دو گماشتے ایسا صاف وصریح محضر سے اور شیر علیخاں
سے تعلق رکھنے والے حکم جلاوطنی سے کس طرح بچ گئے کیوں اون کا نام شریک نہوا
کیوں وہ جلاوطن نہیں کیئے گئے اگر محضر کا گمانی تعلق ہی زہر ہلاہل افسر صاحب کیلئے
ہوا تو کیوں یقینی تعلق بابو خاں کے گماشتوں کے لئے تریاق فاروق ہوگیا۔ اس سے
صاف ظاہر ہے کہ حکم جلاوطنی کی ترتیب خودغرض اشخاص کے ہاتھوں میں تھی سرکار
کو دھوکا دیکر جسکو چاہا مجرم کی حیثیت میں ظاہر کرکے جلاوطنی کی منظوری لی جس کو چاہا
بیگناہ بتادیا اسیواسطے کہا جاتا ہے کہ انصاف کا معیار اگر ہے تو قانون اور قانونی تحقیقات
ہے بغیر تحقیقات قانونی کے انصاف اپنی اصلی صورت میں ظاہر نہیں ہوتا۔

(ب) حکم جلاوطنی مذکور میں ابوالحسن قیصر کا نام بھی درج ہوا اور یکساں افسر صاحب کے ساتھ
وہ بھی جلاوطن کیئے گیے مگر چار مہینے کے بعد ابوالحسن قیصر کی جلاوطنی منسوخ ہوکر واپسی وطن کا

حکم اون کو سرکار سے دلگیا۔ جلاوطنی کا حکم صادر ہونیکے اوّل بھی تحقیقات قانونی نہیں ہوئی اور بعد بھی ابتک نہیں ہوئی۔ بغیر تحقیقات کے چار مہینہ کے بعد حکم جلاوطنی ابوالحسن قیصر کے لیئے غلط اور قابل تنسیخ ہوا تو افسر صاحب کے لیئے کیوں نہیں ہوا ایک حکم ایک کیلیئے صحیح کیسا اور دوسرے کے لیئے غلط کیسا یہ عجیب منطق ہی بغیر تحقیقات کے بغیر مواد کے اوس حکم کی تبدیل ایک شخص کے لیئے خود اس بات کی شہادت ہی کہ حکم جلاوطنی کی ترتیب جس طرح خودغرض اشخاص کے ہاتھوں میں تھی اُسکی تبدیل بھی اوسی طرح خودغرض اشخاص کے ہاتھوں میں تھی سرکار کو دہوکا دیکر سرکار کے معصوم و مقدس ہاتھوں سے اپنی خواہش کی منظوریاں حاصل کیں جو بالکل انصاف کے خلاف تھا۔

(۳) شبیر علیخاں کا محضر دو حال سے خالی نہ تھا سچّا یا جعلی۔

(الف) محضر کو سچّا فرض کرنے کی صورت میں اوس کی تکمیل جن سے منسوب ہو سکتی تھی وہ محضر کے ملزم متصور ہو سکتے تھے اگر محضر کی قانونی تحقیقات ہوتی تو مواد مثل و روئداد پر جو کچھ مقتضائے انصاف ہوتا عدالت فیصلہ صادر کرتی محضر کے ملزمین اگر بے گناہ ہوتے عزت کے ساتھ عدالت سے برات حاصل کرتے مگر ایسا نہیں ہوا محضر کے ملزمین کو دعوے تو بگیناہی کا تھا مگر قانونی تحقیقات سے لرزہ چڑھ آیا سنسنی پیدا ہوئی سرکار عالی کے قانون کو رواج دینے والے انصاف کے حامی نفوس صرف اپنے بچاؤ کے لیئے خلاف قانون و خلاف انصاف طریقہ یہ تجویز کرایا کہ بغیر قانونی تحقیقات کے محض قیاسات پر محضر کو جعلی فرض کرایا اور محضر جعلی ہونے کے مضر **قیاسات** اور **شبہ** بغیر کسی تعلق و دلیل کے افسر صاحب پر عائد کرا کے جلاوطن کرا دیا سرکار عالی **تاریخی پابند قانون ہے** مقدمات بغاوت باسرکار و غیرہ سنگین جرائم کی تحقیقات حیدرآباد دکن میں ہمیشہ کھلی عدالت میں ہوتی رہی ہی چالیس برس پہلے نواب سلطان نواز جنگ بہادر شہزادہ موکلہ کے مشہور سنگین مقدمہ بغاوت باسرکار کی تحقیقات اور فیصلہ حیدرآباد کی کھلی عدالت

میں ہوا اور مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر جبکہ وہ وزیر اعظم حیدرآباد دکن تھے اُنکے اور عظم علیخان فرخنگری کے مابین فوجداری سنگین مقدمات کی تحقیقات اور فیصلہ حیدرآباد دکن کی کھلی عدالت میں ہوا۔ اسکے سوائے دیگر معمولی مقدمات تو ہمیشہ عدالتوں میں رجوع اور فیصل ہوتے ہیں عدالتوں کا اور ہائیکورٹ کا قیام اور ہزارہا روپیہ ماہوار دیکر ججوں کا تقرر محض اس واسطے سرکار عالی نے فرمایا ہے کہ ایک ادنی فقیر سے لیکر امیر اعظم اور خود سرکار عالی کے مقابلہ میں بلا رو و رعایت یکساں قانون کی پابندی سے کھلی عدالتوں میں تحقیقات ہوکر انصاف کیا جائے بلکہ سلاطین سلف آصفیہ بہت زیادہ معدلت گستری اور بہت زیادہ قانون کی پابندی کے لیے خداوند عالم نے اعلیحضرت قوی شوکت آصف جاہ ہفتم ہز اگزالٹڈ ہائینس خلد اللہ ملکہ کی ذات قدسی صفات کو اعلی روشن دماغ والا جواب بیدار مغز پیدا کیا ہے جس کی شہادت اعلے اعلے عدالتی اسکیمیں اور سر بفلک ہائیکورٹ اور قیام باب حکومت سرکار عالی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ محضر کے مقدمہ میں قانون و ضابطہ بالائے طاق رکھا گیا اور قانونی تحقیقات ہی نہیں کیگئی اور قانونی تحقیقات نہ ہونیکا نتیجہ دونوں فریق کے حق میں یکساں ہونا چاہیئے تھا مگر ایسا نہیں ہوا قانونی تحقیقات نہ ہونے کے دو متضاد نتیجے دو فریق کے حق میں نکالے گئے۔ محضر کی ظاہری صورت سے جو جو ملزم تھے وہ تو صاف بے جرم قرار پائے اور جس کو کسی طرح کچھ تعلق نہ تھا وہ ملزم قرار پائے تاہم خواہ مخواہ ہمارا یہ اصرار نہیں کہ محضر کی تحقیقات ضرور ہونا ہی چاہیئے۔ اگر تحقیقات سے محضر کے ملزموں پر آنچ آتی ہو تو خیر تحقیقات نہ ہو مگر افسر صاحب پر ناحق شبہ قائم کرا کے جلاوطنی جو کرائی گئی ہے وہ منسوخ کرادیجائے۔

(ب) محضر جعلی جو فرض کیا گیا اُسپر بحث کرنیکے لیئے قانونی تحقیقات ہی پر اول توجہ دلانا پڑتا ہے چونکہ کسی دستاویز کو جعلی کہدینے سے قانوناً وہ دستاویز جعلی نہیں ہوجاتی عدالت میں کوئی دستاویز پیش ہوکر فریقین کے ثبوت و تردید کے بعد ناثابت

ہو بھی تو وہ دستاویز جعلی نہیں ہو جاتی۔ اول ایک عدالت میں کوئی دستاویز پیش ہو کر
فریقین کے ثبوت و تردید کے بعد ناثابت ہو جائے اور فریق ثانی ذمہ داری سے
جعلی ثابت کرنے کی درخواست دیکر عدالت کو اطمینان دلائے تو دوسری عدالت
میں جعلسازی کی تحقیقات کے لیے مقدمہ جاتا ہے۔ دوسری عدالت میں فریقین کے
مقابلہ میں ثبوت و تردید کی پھر نوبت آتی ہے اُس کے بعد کہیں جعلسازی ثابت
ہو سکتی ہے۔ محضر ایک دستاویز تھا تو وہ کسی پہلی عدالت میں پیش ہو کر ناثابت نہیں ہوا اور
دوسری عدالت میں بمقابلہ فریقین اُسکے ثبوت و تردید کی نوبت آکر وہ جعلی ثابت نہیں
ہوا اور نہ افسر صاحب اُس جعل کے بنانے والے یا شریک ثابت ہوئے پھر وہ محضر
کس طرح جعلی قرار پایا اور کس بنا پر افسر صاحب جعلسازی کے مشتبہ قرار پائے۔

(۴) جعلسازی کے جرم کے لیے قانون تعزیرات آصفیہ بابتہ سنہ ۱۳۱۶ف فصلے
دفعہ ۴۳۲ و ۴۳۳ ۔ اور قانون تعزیرات ہند سرکار انگریزی دفعہ ۴۶۳ و ۴۶۵
ملاحظہ ہوں یہ جرم **قابل دست اندازی پولیس نہیں** اسواسطے **قانوناً**
سرکار کو دست اندازی کا حق نہ تھا۔ اگر سرکار عالی کو کسی کی جانب سے بھی یہ
مشورہ دیا گیا ہو کہ محضر کے اصل ملزم ذی وجاہت ہیں اُن پر محضر کی تکمیل کا گمان صحیح و قرین
قیاس نہیں فلاں فلاں کو ملک سے نکال دیا جائے تو یہ مقدمہ ختم ہو جاتا ہے ایسا مشورہ
بالکل غلط اور خلاف قانون و خلاف انصاف تھا۔ ایسا مشورہ دینے والے ملک و مالک کو
بدنام کرنے والے تھے خیر خواہ ہرگز نہ تھے جب قانون یہ بنایا گیا ہے اور مقدمات الگ
الگ کر دیئے گئے ہیں تو مقدمات ناقابل دست اندازی میں سرکار کا دست اندازی کرنا اور
قانون کو بیکار قرار دینا قرین معدلت ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔ سرکار کو جعلسازی کے مقدمات
میں مدعی بننے کا حق نہ تھا محضر کے اصل ملزمین کو مدعی بننے کا حق تھا اگر اُن اشخاص نے محضر کو
جعلی اور افسر صاحب کو جعل بنانے والوں کا شریک اپنے بچاؤ کے لیے ظاہر کیا تھا تو اُن کو

افسر صاحب کے مقابلہ میں مدعی بننے کا حق تھا وہ مدعی بنکر عدالت میں افسر صاحب پر جعلسازی ثابت کرتے اور فریقین کے ثبوت و تردید کے بعد عدالت افسر صاحب کو مجرم قرار دیتی تو اسوقت افسر صاحب قابل سزا ہو سکتے تھے۔

(۵) تعزیرات آصفیہ کے دفعہ ۲۴۳ و ۳۴۳ کے بموجب جعلسازی عدالت میں ثابت ہو جانے کے بعد دو سال اور تین سال کی انتہائی سزا مقرر ہے۔ اگر عدالتی تحقیقات ہوتی اور محضر جعلی اور افسر صاحب جعلسازوں کے شریک ثابت ہو جاتے بھی تو تین سال کی انتہائی سزا ہو سکتی تھی۔ جلاوطنی کی سزا ایسے جرم کے صرف شبہ میں دیجانا اور دس سال گذر جانے کے بعد بھی اس طرف توجہ نہ فرمانا سرکار عالی جیسی معدلت گستر گورنمنٹ کے لیئے بہت ہی قابل غور امر ہے۔

(۶) محضر کے حالات سے ملتے جلتے حالات کا ایک مقدمہ ۱۳۳۳ھ ہجری میں عدالت فوجداری بلدہ کے نظامت اول میں باجلاس میر عسکر علی صاحب ناظم اول فیصل ہوا ہے جس میں سرکار عالی مستغیث اور محمود علی بیگ ہمشیرہ زادہ رزاق علی بیگ ملزم نمبر (۱) اور انکا ملازم منشی نمبر (۲) تھا پولیس کی دوران تفتیش میں ملزم نمبر (۱) نے خودکشی کرلی عدالتی تحقیقات میں جرم ثابت ہو کر ملزم نمبر (۲) کو ایک مہینہ قید کی سزا ہوئی اس مقدمہ کے اور محضر کے حالات ملتے ہوئے تھے اگر تحقیقات ہوتی اور جرم ثابت ہوتا تو افسر صاحب کو بھی ایک مہینہ کی یا زیادہ سے زیادہ چھ مہینہ کی سزا ہوتی صرف شبہ پر جلاوطنی کی سزا کسی طرح ہونے کے قابل نہ تھی۔

(۷) حکم جلاوطنی یعنی نیم سرکاری ہوم آفس مورخہ یکم شوال ۱۳۳۱ھ ہجری میں افسر صاحب کی جلاوطنی **انتظاماً** درج ہے کسی جرم کی بناء پر نہیں۔

اہل الرائے و مدبرین کے نزدیک انتظاماً جلاوطنی کا محل و موقع یہ ہے کہ گورنمنٹ کے مخالف پارٹیوں کی قومی جدوجہد سے یا کسی دوسرے سبب سے شورش و فساد برپا ہو تو

لیڈروں کو بلا تحقیقات فوراً انتظاماً جلا وطن کر دیا جاتا ہے اور ایسا حکم عارضی چندروز کے لیے ہوتا ہے پھر گورمنٹ کامل تحقیقات سے بحیثیت انتظام کر دیکر جلا وطنی منسوخ کر دیتی ہے اور جلا وطن شدہ واپس بلا لیئے جاتے ہیں چنانچہ پنجاب میں سوراج کی ابتدائی تحریک کے وقت لاکھوں آدمی قومی جدوجہد میں مشغول تھے گورمنٹ انگریزی کو شورش و فساد کا اندیشہ ہوکر لالہ لاجپت رائے قومی لیڈر کو انتظاماً جلاوطن کیا تھا اور ماہانہ چھہ سو روپیہ اُن کا گذارا مقرر ہوا تھا۔ وہ انتظاماً جلاوطنی بغیر تحقیقات کے چندروزہ عارضی تھی چند روز کے بعد منسوخ کر دیکر واپسی وطن کی اُن کو اجازت ملگئی لالہ لاجپت رائے کی انتظامی جلاوطنی بغیر قانونی تحقیقات کے جو ہوئی تھی اُسپر اخباراتنے سخت اعتراضات کیئے تھے ویسا ہی ایک اعتراض اس رسالہ میں درج کرنے کے قابل ہے۔

افسر صاحب ایک معمر شخص بیک بینی و دو گوش کو ملک سے نکالے بغیر سرکار عالی ملک کے انتظام سے عاجز و قاصر تھی تو سرکار عالی کی حد درجہ کمزوری و عاجزی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ افسر صاحب کو حیدر آباد سے نکلے ہوئے دس سال گذر گئے کیا اب تک بھی سرکار عالی کی انتظامی قوت و قابلیت نے اِسقدر ترقی نہیں کی جو افسر صاحب حیدرآباد کو واپس آجائیں تو سرکار عالی اُن کی موجودگی میں ملک کا انتظام کرسکے ؟ کیوں اُنکو واپسی وطن کی اجازت نہیں دیجاتی ایک طرف سرکار عالی بے حساب روپیہ خرچ کرکے غور و فکر کرکے ملک کے انتظامات میں خوش اسلوبی و ترقی و نیکنامی و قابلیت پیدا کرنے کی کوشش میں ہے دوسری طرف نا عاقبت اندیش خود غرض عہدہ دار ایسے بیگناہ جلاوطنیوں کے مشورے دیکر ملک و مالک کو بدنام اور انتظامی اعلیٰ قابلیت سرکار کو کمزور ظاہر کراتے ہیں پابند قانون سرکار کو قانون شکن قرار دلاتے ہیں۔

۱۳۲۰ ہجری میں حیدرآباد دکن میں کوئی قومی جدوجہد نہ تھی اور افسر صاحب نہ قومی لیڈر تھے اور نہ کسی پارٹی کے لیڈر تھے اور اُس وقت کوئی شورش و فساد سرکار

کے خلاف ہونے کا احتمال نہ تھا اور افسر صاحب اسوقت اور ہمیشہ سے سرکار عالی کے خیر خواہ اور سرکار کے طرفدار تھے اسواسطے افسر صاحب کو بغیر تحقیقات کے انتظاماً اور فوراً جلا وطن کر دینے کی کوئی ضرورت درپیش نہ تھی جو کچھ ہوا ہے غلط ہوا ہے۔

اگر مفسر کے مقدمہ میں افسر صاحب پر کچھ شبہ پیدا ہوا تھا تو سہولت اور اطمینان کے ساتھ عدالت میں قانونی تحقیقات ہو کر عدالتی فیصلہ کے بموجب جو کچھ سزا ہوتی وہ ہرگز قابل شکایت نہ ہوتی اگر کسی فوری خطرہ کے انسداد کے لیئے فوری جلاوطنی انتظاماً ہوئی تو اوس کو بھی دس سال گذر گئے نہ ابتک تحقیقات ہوئی اور نہ وہ انتظاماً جلاوطنی منسوخ ہوئی تو ایسے بیدار مغز روشن دماغ معدلت گستر سرکار عالی کی گورنمنٹ کیلیئے یہ امر بہت زیادہ قابل غور ہے۔

(۸) مقدمات فوجداری میں ملزم کے خلاف شہادت پیش ہونے کے باوجود اگر کوئی شبہ پیدا ہو تو شبہ کا فائدہ ملزم کو دیکر ملزم کو رہا کرنے کا طریقہ قانون میں قائم کیا گیا ہے مگر افسر صاحب کی تقدیر الٹی ہونے سے سیدھی بات قانون کی بھی اُنکے لیئے الٹی ہوگئی ہے مفسر کے مقدمہ میں کوئی مواد اور شہادت تو افسر صاحب کے خلاف موجود ہی نہیں ہے صرف ایک شبہ تعلق کا اُن کی نسبت ہے دوسروں کے لیئے وہ شبہ برات دلاتا تو افسر صاحب کو تنہا اُسی شبہ سے سزا دی گئی۔

(۹) قانون فوجداری کا زرین اصول یہ ہے کہ

"دس ملزم رہا ہو جائیں تو اتنی قباحت نہیں جتنی کہ ایک بیگناہ کے سزا پاجانے میں قباحت ہے" دعوے سے عرض کیا جا سکتا ہے کہ افسر صاحب بالکل بیگناہ ہیں۔ یہ ایک بیگناہ کا ناحق سزا پاجانا بہت سے مجرموں کے بری ہو جانے سے بدتر ہوا ہے سرکار عالی کی جو معدلت گستری میں اپنا نظیر نہیں رکھتی غور و توجہ فرمانا لازم ہے۔

(۱۰) افسر صاحب سرکار عالی کے مجرم ہونے کے نہ واقعات موجود تھے اور نہ شہادت

موجود تھی اور نہ تحقیقات ہوئی بغیر جرم کے یہ ایسی سزا دی ہوئی ہے کہ مہذب دنیا میں اسکی نظیر ملنا ممکن نہیں۔

رشوت دینا دلانا تمام دنیا کے قانون میں جرم ہے اور خود سرکار عالی نے بھی ایسا ہی قانون بنایا ہے تو سرکار عالی کے عہدہ دار صرف اس وجہ سے ایک بیگناہ کو جلا وطن کرا دینا کہ اسنے رشوت نہیں دی تہذیب و شائستگی کے لیے کسقدر بدنما دھبہ ہے بیگناہ افسر صاحب کو ملک سے نکلوا دیکر خانماں برباد کر دینے پر بھی اُن کا دل ٹھنڈا نہیں ہوا جلاوطنی کو دس سال گذر گئے مگر اب تک بھی افسر صاحب کے درپے آزار ہیں افسر صاحب حیدرآباد سے رخصت ہوتے ہی سرکار عالی نے تو معاملہ کو ختم کر دیا پھر ادھر خیال بھی رجوع کرنیکی ضرورت نہیں سمجھی گئی مگر محمد علی کے طرفدار عہدہ داران سرکار اور مصفر کے اصلی مجرم افسر صاحب کے ساتھ ساتھ جاسوس روانہ کیے جو بیجاپور میں آ کر قیام کیے اور افسر صاحب کو بے یار و مددگار بیکس و تنہا دیکھ کر جھوٹے مقدمات چلا کر غربت میں پریشان کرنے اور پھنسا دینے کی سازش و تیاری شروع کی سا افسر صاحب نے قانون کے ذریعہ سے حفاظت خود اختیاری کا سامان کر لیا انگریزی پولس اور انگریزی عدالت کے ذریعہ سے جاسوسوں کی گوشمالی پر آمادہ ہو گئے۔ کمینہ حملہ آور ایسا بھاگے کہ حیدرآباد تک راستہ میں دم نہیں لیے مذکورہ بالا مخالفین کی کمینہ حملہ آوری ابتک جاری ہے افسر صاحب کی دادخواہی کی درخواستیں درمیان سے غائب کرا دیکر بارگاہ اقدس خسروی مدظلہ العالی تک اور دیگر مقتدر حکام کے ملاحظہ تک جانے سے روکتے ہیں پیش ہونے نہیں دیتے ایک اسکیم مرتب کر کے صدر اعظم صاحب باب حکومت سرکار عالی کی خدمت میں بذریعہ سپر رجسٹری شدہ روانہ کی گئی جس میں سالانہ دولاکھ اسی ہزار کا مداخل نفع سرکاری ہو سکتا تھا سرکاری نفع کا کچھ لحاظ نہیں کیا گیا افسر صاحب کی وہ درخواست درمیان سے اڑا دیگئی سرکاری نقصان ہو تو ہوا افسر صاحب کا

فائدہ کچھ نہ ہونا اُن کے نزدیک بہتر ہے۔

افسر صاحب کی جلاوطنی سے کئی سال پہلے کا یہ واقعہ ہے کہ محمد علی نے افسر صاحب کو نقصان پہونچانے کے لیئے بعض سرکاری مثلوں میں جعلی کاغذات شامل کر کے کارروائی کی محمد علی کی نسبت وہ الزام لگا کر تحقیقات کے لیئے سرکار میں درخواست دیگئی تھی مگر محمد علی کی مزاحمت سے تحقیقات نہیں ہوئی اُس کا بدل افسر صاحب سے اس طرح سے لیا گیا۔ جلاوطنی سے پہلے اگر سرکار تحقیقات فرماتی تو پوری حقیقت ظاہر ہو جاتی آیندہ تحقیقات ہو تو صفائی کے گواہوں میں مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر۔ نواب نظامت جنگ بہادر رائے بالمکند صاحب بی۔ اے۔ مولوی عبد العزیز خاں صاحب مددگار پولیٹکل آفس۔ مولوی عزیز الدین صاحب سابق مددگار محمد علی و حال مددگار معتمد باب حکومت سرکار عالی۔ وغیرہ بھی ہیں ابھی سے اس بات کا قرار داد مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ ان گواہوں پر کیا سوالات کیئے جائیں گے اور ان کو کیا جواب ادا کرنا پڑیگا اس واسطے یہ گواہ گواہی سے ابھی سے لاعلمی و انکار نہیں کر سکتے۔

یہ **آواز دہل** نہایت وثوق سے یہ عرض کیا جاتا ہے کہ افسر صاحب بالکل بیگناہ ہیں شبیر علیخاں سے اور اُس کے قابل نفرت محضر سے اُن کو کچھ تعلق نہ تھا اور دوسرا کسی قسم کا جرم بھی اُن سے سرزد نہیں ہوا افسر صاحب کو مجرم قرار دینے کے لیئے پہلے تحقیقات نہیں ہوئی اب تو تحقیقات فرمائی جائے **اگر تحقیقات کی ضرورت نہ ہو** جس کو جو دل چاہے سزا دینا ہو تو پھر نہ قانون بنانے کی ضرورت ہے اور نہ عدالتوں کے قیام کی ضرورت ہے اور نہ بے شمار عدالتی اخراجات میں زر خطیر صرف کرنیکی ضرورت ہے یہ سر بفلک عظیم الشان ہائیکورٹ لاکھوں روپیہ کے مصارف سے کس کام کے لیئے کس دن کے لیئے بنایا گیا ہزار ہا روپیہ ماہوار اُن کے جج اعلیٰ لیاقت کے پھر کیوں مقرر کیئے گئے۔ داد خواہی و انصاف جوئی کا حق جس طرح مجمع کثیر کو ہے اُسی طرح ایک

ایک فرد ضعیف کو بھی ہے ایک ایک رعیت کا مجموعہ ہی ایک کروڑ بتیس لاکھ رعایائے دکن ہے اگر ایک ایک رعیت ترک ہوتی جائے آخر میں صفر باقی رہے گا افسر صاحب چودہ پشت سے قدیم ملکی حیدرآبادی رعیت سرکار عالی ہیں دکن کی ایک کروڑ بتیس لاکھ رعایا کی طرح سے اُن کو بھی کامل حق اس بات کا حاصل ہے کہ سرکار عالی کے نافذکردہ جملہ قوانین سے اور سرکار عالی کے لاجواب وبےمثال معدلت گستری و انصاف رسانی سے فیضیاب ہوں اگر قدیم روایات دیکھی جائیں تو ایک چھوٹے بادشاہ کو بھی بارہ خون معاف سمجھے جاتے تھے جرم وخطا و دریافت کی مطلق ضرورت نہ تھی اُن قدیمی روایات کے لحاظ سے اگر اب بھی بادشاہ کی عظمت وشان ویسی باتوں میں سمجھی جائے تو دنیا کے سب سے بڑے عظیم الشان شہنشاہ اعلیٰحضرت جارج پنجم خلد اللہ ملکہ کو بارہ خون تو کجا بارہ ہزار خون معاف ہونا ضرور تھا مگر وہ روایات بھی گئیں وہ زمانہ بھی گیا اب قانون کا دور دورہ ہے عظیم الشان شہنشاہ کو خون کرنے کا اختیار تو کجا ایک بید کسیکو مارنیکا اختیار نہیں عدالتی تحقیقات قانون کے مطابق ہوکر جُرم ثابت ہوئے بغیر کوئی شخص مجرم وقابل سزا نہیں ہوسکتا وہ بغاوت یا سرکار کا ہی ملزم کیوں نہ ہو۔ سرکار عالی جو ایک **تاریخی پابند قانون سے ہے** اُس کو ضرور ہے کہ افسر صاحب کے مقابلہ میں انصاف اور قانون کو ہاتھ سے نہ چھوڑدے۔

اس مبارک وروشن عہد میں بہ توجہ خاص ہمایونی اعلیٰحضرت ظل آلہی ظلہ العالی دکن کی ریاست یورپ کی ریاستوں کی تقلید میں **آئینی ریاست** بنائی گئی ہے اسواسطے سابق کی بہ نسبت اب بدرجہا زیادہ قانون وانصاف کی پابندی لازم ہے افسر صاحب سرکار عالی کے اور اعلیٰحضرت مغفور و مرحوم کے اور اعلیٰحضرت قوی شوکت ظل آلہی مدظلہ العالی کے۔ بموجب بیانات ضمیمہ ہمیشہ سے دلی خیرخواہ اور وفادار ہیں جس سے انکار ممکن نہیں۔ اسیطرح سے برٹش گورنمنٹ کے بھی ہمیشہ سے

دلی خیر خواہ اور وفادار ہیں یورپ کی ہیبتناک جنگ کے وقت بھی برٹش فوج کو
رگروٹ فراہم کر دیکر امداد دیکر خیر خواہی اور وفاداری کا مزید ثبوت دے چکے ہیں
اسکے ضمیمہ میں حضور ویسراے بہادر کی خوشنودی کا خط اور دیگر وٹنگ افسروں کے
سارٹیفکٹوں کی نقول منسلک ہیں ملاحظہ ہوں افسر صاحب بموجب فرمان
ہز ایکسلنسی گورنر صاحب مدراس ضلع کشنا میں اسپشل مجسٹریٹ ہیں سرکار انگریزی کے
علاقہ میں عزت کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اپنے وطن مالوف حیدر آباد دکن
کے واسطے رات دن تڑپتے رہتے ہیں۔

بوجوہات بالا صداے احتجاج بلند کرتے ہیں

(الف) لاجواب رحم اور بے مثال انصاف سے بیگناہ افسر صاحب کو عزت
کے ساتھ واپسی وطن حیدر آباد دکن کی اجازت مرحمت ہو تا کہ پیشہ سابق پیشہ
وکالت انجام دیتے ہوئے سرکار عالی کے حق میں دست بدعا رہیں۔

(ب) بلحاظ شہرت اگر کسی جرم کا شبہ افسر صاحب پر ہو تو بعد واپسی
وطن آزادی کے ساتھ قانون کے منشا کے مطابق تحقیقات ہوکر عدالت کا جو فیصلہ
ہو اس کے مطابق عمل فرمایا جائے۔

الملتمس کمترین وفا آگین عقیدت گزین

خواجہ ظہیر الدین اورنگ آبادی مختار افسر صاحب مدظلہم
و مرید خاندان افسر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

(ضمیمہ بھی اسکے ساتھ ضرور ملاحظہ ہو)

ضمیمہ داستان دردانگیز

پیرزادہ افسر صاحب کے مختصر خاندانی حالات اور دیگر مختصر کیفیت

معتبر کتب تاریخ و تاریخ فرشتہ کے بموجب سنہ ۷۴۸ ہجری میں سلاطین بہمنیہ کی عظیم الشان سلطنت دکن میں قائم تھی ہندوستان کے بڑے بڑے صوبہ جات اور اضلاع اور دیسی ریاستیں ہندوستان کا ملک دو حصہ سے زیادہ سلاطین بہمنیہ کے زیر نگین تھا ایسی عظیم الشان ریاست کے زبردست و نامور بادشاہ سلطان شہاب الدین احمد شاہ ولی البہمنی نے سنہ ۸۲۸ ہجری میں مہر سپہر طریقت ہمائے اوج حقیقت قطب الاقطاب حضرت سید شاہ نعمت اللہ الحسینی ولی الکرمانی قدس اللہ سرہ العزیز کو آن کے وطن قصبہ ماہان ضلع کرمان علاقہ ایران سے بلوا کر اپنے پایہ تخت گلبرگہ و بیدر کی عزت و برکت بڑھانے کے لیے شاہزادہ اور وزیر اور قاضی اور خطیب اور علما اور مشائخین کو روانہ کیا حضرت ممدوح خود تشریف نہ لائے اپنے فرزند اکبر سید شاہ خلیل اللہ الحسینی بت شکن اور نبیرہ سیدنا شاہ نوراللہ الحسینی کو روانہ فرمائے سلطان موصوف بندر چیول تک پاپیادہ استقبال کو جا کر ساتھ لا کر شاہی محلات میں قیام پذیر کرایا شاہزادی عقد میں دی بغرض اخراجات خانقاہ سالم ضلع بیڑ اور بیدر کے کئی دیہات جاگیر عطا کی تا انقضائے سلطنت بہمنیہ اوس خاندان کے مشائخین کو شاہزادیاں منسوب ہوتی رہیں اور اوس خاندان کے مشائخین کے ہاتوں سے رسوم تاجپوشی و رسوم تخت نشینی تبرکاً و تیمناً ہمیشہ ادا ہوتے

رہے ہے۔ حضرت سید شاہ خلیل اللہ الحسینی بت شکن ممدوح الصدر کا روضۂ مبارک بیرون دروازہ شہر بیدر میں زیارت گاہ خاص و عام ہو اُن کو اہل سنت والجماعۃ قطب الاقطاب و اکابر اولیائے بیدر کہتے ہیں اور شیعہ نائب امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کہتے ہیں وہ پدری جد اعلیٰ حضرت پیرزادہ مولوی سید احمد الحسینی افسر کے ہیں اُس لحاظ سے افسر صاحب کے مادری اجداد سلاطین بہمنیہ کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور پدری اجداد حضرت سید شاہ نعمت اللہ الحسینی ولی الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد خاص ہیں۔ اور افسر صاحب کے مادری سلسلہ میں ایک مادری جد اعلیٰ حضرت سید شاہ تاج الدین نجفی سپہسالار اعظم غیاث الدین شہنشاہ ہندوستان و اکابر اولیائے کوہیر بھی ہیں افسر صاحب کے بزرگوں میں سے تیسری پشت کے جد پدری سراج العارفین۔ منہاج الواصلین سید السادات پیرزادہ سید شاہ قادر اللہ الحسینی بلیغ تخلص عرف شاہ بلیغ رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر تذکرہ پر اکتفا کیا جاتا ہی۔ حضرت شاہ بلیغ رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۳۶ھ ہجری میں بہ مقام کوہیر ضلع بیدر تولد ہوئے اُن کے والد ماجد نے تاریخ تولد عنایت خدا اور سعد بخت کہی اور ایک خاندانی مرید اطہر شاہ رسول نما نے قطعہ تاریخ کا مادۂ تاریخ یہ ہی۔ مصرعہ

دین گل بوستان نبوت ۱۱۳۶ھ۔ حضرت شاہ بلیغ رحمۃ اللہ علیہ علوم معرفت خاندانی کے تحصیل کے بعد حج و زیارات سے فارغ ہو کر حجاز و عراق میں برسوں قیام کر کے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی عربی کے بڑے عالم و فاضل تھے عربی و فارسی و اردو کے زبردست شاعر تھے اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ صنایع و بدایع میں کتاب نکات بلیغ علم جفر میں کتاب علم الغیب تصوف و معرفت میں ایک کتاب گنج مخفی دوسری کتاب کلید اسرار اور ریختہ عربی میں اردو دیوان نام تاریخی مقالہ بلیغ ۱۲۱۸ فارسی دیوان نام تاریخی صحیفہ بلیغ ۱۲۳۵ اُن کے تصانیف میرے نظر سے گذرے ہیں مولانا شاہ

عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے ہم عصر تھے خط و کتابت سے باہمی علمی مباحثہ و مناظرہ ہوتا تھا امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت میں ایک کتاب تصنیف کی جس میں ایک سو کے قریب آیات قرآن مجید کا حوالہ دیا تھا اور حدیث اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا کی طویل شرح لکھی تھی وہ کتاب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے پاس بغرض تقریظ روانہ کی تھی۔ مولانا نے تقریظ میں بڑی مدح و ثنا کی ہے۔ حضرت شاہ بلیغ رحمۃ اللہ علیہ اکابر مشائخ زمانہ تھے نواب ارسطو جاہ بہادر مدارالمہام حیدرآباد دکن کو حضرت کی خدمت میں بہت عقیدت تھی اُن کے ذریعہ سے نواب سکندر جاہ بہادر بادشاہ دکن کی خدمت میں آمد و رفت تھی اور اعتقاد بادشاہ دکن کو تھا ٹیپو سلطان پر فوج کشی کیوقت حضرت کی خدمت میں نذر بھیجکر التماس دعائے فتح و فیروزی کی تھی اسواسطے حضرت نے قطعہ تاریخ فتح کے بعد لکھکر سکندر جاہ بہادر کیخدمتمیں روانہ کیا تھا وہ قطعہ تاریخ درج ذیل ہے۔

بادشاہِ دکن سکندر جاہ	تو سعادت دہ ہما و ہمم
حاسدت باد تیرہ رو چو دوات	سرنگوں باد دشمنت چو قلم
ہمرہِ فوج تو دعا ہم بود	کرد ایزد بفوج شاہ کرم
سر افواج ٹیپو یافت شکست	رفت او نیز سوئے ملک عدم
سال تاریخ فتح گفت بلیغ	موتِ ٹیپو و ملک او برہم ۱۲۱۴

بادشاہ دکن کی مدح میں بہت سے قصائد اور قطعات اور رباعیات لکھے ہیں بہ نظر اختصار ایک تاریخ درج ہے۔

ساخت آئینہ محل نواب ما	کس ندیدہ ایں چنیں پاکیزہ جائے
سال تاریخش رقم کردہ بلیغ	رو کشِ فردوس آئینہ سرائے ۱۲۱۴

حضرت شاہ بلیغ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدان خاص میں سے شاہ تجلی ایک مشہور شیعہ مشائخ اور مشہور شاعر دربار نواب مشیر الملک ارسطو جاہ بہادر کے تھے تاریخ گوئی میں

اُن کا نظیر نہ تھا ارسطو جاہ بہادر از راہ عقیدت شاہ بلیغ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ماہانہ چار سو روپیہ نذر روانہ کرتے تھے اُسکے اضافہ کے لیے لطیف پیرایہ میں ایک قطعہ طویل روانہ کیا تھا ایک شعر اُس کا یہ ہے ؎ چار سو نذرانہ سادات کیوں ہے آپ ہم ÷ پنجتن کے چار دہ معصوم کے ہیں جان نثار ÷ نواب مشیر الملک بہادر کے محلسرا میں حوض تیار ہوا تو اسکی تاریخ اور اُن کے فرزند کی بسم اللہ خوانی کی تاریخ پیش کی تھی یہ دونوں تاریخیں لاجواب ہیں۔

از لطف میر کوثر ساخت حوض	چوں مشیر الملک بہر شاربین
مصرعہ سالش رقم کردہ بلیغ	کوثر للمؤمنین الصالحین ۱۲۰۲
دورہ بسم اللہ بیت العظیم	لطف ابد کنز کلام قدیم
ہست دُرِ تاج کتاب کریم	بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۲۰۳

حضرت شاہ بلیغ رحمۃ اللہ علیہ کے چند عارفانہ اور چند عاشقانہ اشعار درج ذیل ہیں۔

صبح این گلشن نہ تنہا جامۂ خود درید و رفت — گل بسر جوشِ بہارِ عیش ہم خندید و رفت

ولہ

عارفاں را شانِ ظاہر ہست نقصانِ کمال — پہنِ دریا چوں فزوں گردید قعرش کم شود

ولہ

چشم موسے در تجلی محرم ظاہر نہ شد — طور نا محرم چو بود انجاز غیرت سوختہ

ولہ

تو بہ طفلی دست میزد می سپے آغوش من — دور بودن در جوانی چیست ای روپوش من
منت نقلِ سماعت ہست در پیری کہ یار — خندد و چیزے بگوید پیچ بر سپیہ در گوش من
جوشِ عشق عہد پیری از جوانی بیشتر — نشئہ صد چند دارد بادۂ صد جوشِ من

ولہ

حباب آسانہ بردوش ہوا بندیم محمل ہا — بہ بحرِ خویش ہیچوں موج طے سازیم منزلہا

دو عالم از نظر پنہاں شود در جوشش الفت — غذائے بحر میگردد بہ طوفان ریگ ساحل ہا

براہِ وصل سنگ راہ شد آب و گل ہستی — فنا گر رہنما گردد توان شد حلِ مشکل ہا

بتِ مغرور و مستِ ناز وقت خواب ہم ہرگز — ز زلفِ خود نمی شنود شبے افسانۂ دل ہا

عتاب یار چشم ما نہ بیند واز جمالِ او — طلاطم بر نگرداند ز دریا روئے ساحل ہا

ز بیم بوسہ ہا از نظر گم شد دہانِ او — کمر پنہاں نمود اندیشہ سودائے باطل ہا

نماید گرچہ بیگانہ نگارِ پاکدامانم — چو تارِ سبحہ پنہاں راہ دارد عشق در دلہا

رخِ روشن اگر از شمع مستغنیست در خلوت — پر از پروانہ گیرد سوئیت آید شمعِ محفل ہا

دکن خرم تمانہ شیراز گشتہ از بلیغ ما

اَلَا یَا اَیُّهَا السَّاقِی اَدِرْ کَاسًا وَّنَاوِلْهَا

حضرت شاہ بلیغ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند پیرزادہ سید شاہ محمد الحسینی اُن کے فرزند کلاں پیرزادہ سید شاہ اسمعیل الحسینی مرحوم اُن کے فرزند کلاں پیرزادہ مولوی سید احمد الحسینی افسر تخلص ہیں افسر صاحب کا خاندان دکن کے بہت بڑے مشائخین سے ہے حضرت سید شاہ خلیل اللہ بت شکن اکابر اولیائے بیدر اُن کے جد اعلیٰ کے وقت سے اسوقت تک پانچسو برس کے قریب زمانہ گذرا اُن کا خاندان قدیم دکنی ہے چودہ پشت سے اتبک اُنکے آبا و اجداد قدیم ملکی ہیں افسر صاحب کا خاندان اُسوقت سے گلبرگہ اور بیدر میں آباد ہوا جبکہ شہر حیدرآباد یا بھاگ نگر کی بنیاد بھی دکن میں نہیں رکھی گئی تھی۔ افسر صاحب کے پدر بزرگوار سید شاہ اسمعیل الحسینی صرف خاص مبارک کے ملازم تھے اور جو محلہ مبارک میں ان کی نشست شاہی مسند کے پاس تھی اعلیحضرت نواب افضل الدولہ بہادر فرماں روائے دکن کے روبرو حاضری اور مکالمہ کا اُن کو شرف حاصل تھا دیگر تفصیلی حالات کی اسمیں گنجائش نہیں۔ پیرزادہ افسر صاحب اپنے قدیم وطن کوہیر ضلع بیدر میں تولد ہوئے مدرسہ دار العلوم حیدرآباد میں ابتدائی تعلیم پائی خانگی طور پر

تعلیم کی تکمیل ہوئی فارسی و اردو کے زبردست شاعر ہوئے ابتداءً سررشتہ انعام ملک سرکار عالی میں مددگاری صیغہ داری پر اُن کا ابتدائی تقرر ہوا بعد ترقی کے مستحق ہوئے دس سال کی سرکاری ملازمت کے بعد قانونی امتحان میں سرکاری طور پر کامیابی حاصل کر کے نیکنامی کے ساتھ سرکاری ملازمت کو خوشی سے استعفاء دیکر پہلے درجہ دوم کے وکیل بنے بعدہٗ درجۂ اوّل کے ہائیکورٹ کے وکیل ہوئے سنہ ۱۳۳۱ھ ہجری تک ۲۲ سال نیکنامی کے ساتھ پیشۂ وکالت انجام دیا پانسو روپیہ سے زیادہ ہزار روپیہ سے کم اُنکی ماہانہ آمدنی پیشۂ وکالت میں رہی جب سے ہوش سنبھالے اعلیٰحضرت خسرو دکن مرحوم و مغفور کی مدح سرائی کا شغل رہا ہمیشہ سرکار عالی کے خیرخواہ اور وفادار رہے اُن کے قصائد و قطعات تاریخ ہر تہنیت کی تقریب میں پسند خاطر مبارک خسروی ہوتے تھے **خاص طور پر** ایک قطعہ تاریخ کا ذکر قابل توجہ ہے جو بہ تہنیت تولد اعلیٰحضرت قوی شوکت ہز اگزالٹڈ ہائینس خلد اللہ ملکہ و حشمتہ افسر صاحب نے بارگاہ خسروی اعلیٰحضرت مرحوم و مغفور میں پیش کیا تھا وہ قطعہ یہ ہے۔

نظام الملک آصف جاہِ سادس ۔۔۔ کہ از خاک درِ او زر شود مس
جہاں از عدل و بذلِ دست دل شاد ۔۔۔ دکن از داوریِ اوست آباد
بہ او حق داد فرزندِ خوش اقبال ۔۔۔ ہمائے جاہ و حشمت مہرِ اجلال
گلِ باغِ امید و بختیاری ۔۔۔ دُرِ بحرِ مراد و کامگاری
زہے طغرائے نظمِ حکمرانی ۔۔۔ فروغِ دینِ صاحب قرانی
بہارِ باغِ آصف نوز گیہاں ۔۔۔ سکندر بخت عثمانِ علیخاں
الٰہی تا جہاں آباد باشد ۔۔۔ دل عالم ازین گل شاد باشد
شمیمِ فیض دائم بارد این گل ۔۔۔ ثمر از کامرانی آرد این گل
شود این ماہِ نو خورشید شاہی ۔۔۔ منور گردد از مہ تا بہ ماہی

مبارک سال فصلی و ہلالی	بہ افسر گفت این نازک خیالی
حبیب خلق و مہر کامگاری	دُرِ مکنون دُرجِ شہریاری
۱۲۹۵ ف	۱۳۰۳ ھ

اُس تولد مبارک کے وقت شاہزادۂ کلاں نواب میر فاروق علیخاں ولیعہد ریاست حیدرآباد
دکن زندہ موجود تھے اُس ولیعہد کی موجودگی میں قطعہ تاریخ مذکورہ بالا میں ایک عالی خاندان
سید کے زبان و قلم سے نواب میر عثمان علیخاں بہادر شاہزادہ اصغر کے لیئے سلطنت کی
دعا اور پیشین گوئی جو کیگئی وہ بارگاہ خداوند قدوس میں مقبول ہوئی نواب میر فاروق علیخاں
ولیعہد کی رحلت سے قدرت نے ولیعہدی کی مسند نواب میر عثمان علیخاں بہادر شاہزادہ
اصغر کے لیئے خالی کرادی ایک سید کی دعا کے مطابق نواب میر عثمان علیخاں بہادر خورشید
بادشاہت ہوئے جن کے انوار حکومت سے اب تمام دکن از مہ تا بہ ماہی روشن و منور ہیں
اللہ تعالیٰ یہ جلوہ اور یہ حکومت اور یہ ذات مقدس کو تا بہ قیامت قائم رکھے آمین یارب العالمین۔
۷ رمضان المبارک ۱۳۲۹ ہجری کو اعلیحضرت قوی شوکت مدظلہ العالی کی مبارک حکمرانی ہوئی
اور جلوس کی سواری نکلی بڑے بڑے اُمرا سے زیادہ اظہار مسرت افسر صاحب نے کیا اپنے
بنگلہ کو جھنڈیوں سے اور مبارکباد کے بڑے بڑے قطعات سے آراستہ کیا اور جلوس
کی سواری مبارک پر سے سونہ چاندی کے پھول اور موسمی پھول اپنے پاندان میں سے نچھاور
کیئے قصیدہ اور قطعات تاریخ با تصویر کتاب کی صورت میں کئی ہزار طبع کرا کے عام طور پر
تقسیم کیئے افسر صاحب نے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر اظہار مسرت کیا اوسی کے قریب میں افسر صاحب
کو بارگاہ اقدس خسروی مدظلہ العالی میں باریابی اور نذر پیش کرنے کی اور قصیدہ خوانی او حاضری
کی اجازت مرحمت ہوئی اور نظر الطاف خسروی اُن پر مبذول ہوئی۔ افسر صاحب ہمیشہ سے
اعلیحضرت مرحوم کے اور اعلیحضرت قوی شوکت مدظلہ العالی کے اور گورنمنٹ نظام کے
دلی خیر خواہ اور بیحد وفادار ہیں۔ اسی طرح برٹش گورنمنٹ کے بھی افسر صاحب ہمیشہ سے
خیر خواہ اور وفادار ہیں۔ علیہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ملکہ وکٹوریہ کے گولڈن جوبلی اور

ڈیمنڈ جوبلی کے وقت قصیدہ اور قطعات تاریخ گورنمنٹ ہند کیخدمت میں روانہ کیئے اعلیحضرت ایڈورڈ ہفتم آنجہانی اور اعلیحضرت جارج پنجم قیصر ہند خلد اللہ ملکہ وحشمتہ کی مبارک تخت نشینی کی تہنیت میں اور کئی ویسرایان ہند کی رونق افروزی ہند کے مبارکباد میں قصائد اور قطعات تاریخ عمدہ نمونہ کی باتصویر کتابوں کی صورت میں طبع کراکے برٹش گورنمنٹ ہند کی خدمتمیں افسر صاحب نے روانہ کیئے جسکے شکریہ کے فرمان حضور ویسرائے بہادر کیطرف سے افسر صاحب کے نام آئے ایک فرمان کا ترجمہ بطور نمونہ آخر میں منسلک ہے۔

افسر صاحب نے یورپ کی ہیبت ناک جنگ کیوقت برٹش گورنمنٹ کی مدراس فوج کے لیئے رگروٹ فراہم کردیکر برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی اور وفاداری کا اور بھی تازہ ثبوت دیتے وورکرونٹنگ افسروں کے سارٹیفکیٹ کا ترجمہ اور گورنر صاحب مدراس کے فرمان کا ترجمہ آخر میں منسلک ہے۔ جن فرمان کے بموجب افسر صاحب اسپشل مجسٹریٹ مقرر ہوئے ہیں اعلیحضرت قوی شوکت کو برٹش گورنمنٹ سے ہز اگزالٹڈ ہائنیس کا جو خطاب عطا ہوا اسکی تہنیت میں قصیدہ اردو بارگاہ خسروی میں افسر صاحب نے روانہ کیا تھا جسکے ہر مصرعہ میں الگ مادہ تاریخ ہے وہ اور عید قربان کی تہنیت کا فارسی قصیدہ بھی درج ذیل ہے قابل ملاحظہ اقدس خسروی ہے یہ دونوں قصیدے بحالت جلاوطنی افسر صاحب نے لکھے ہیں وطن میں مدح سرائی کا ان کے پاس بڑا ذخیرہ ہے۔

قصیدہ افسر صاحب

آصف کامل حشم شاہ سلیماں بارگاہ ۔۔۔ ماہ نیک اختر نظام الملک سلطان دکن

۱۳۳۶ ہجری ۔۔۔ ۱۳۳۶ ۱۳۲۷ ف

شاہ صلح کل امیر المومنین ظل اللہ ۔۔۔ نیک طینت عدل گستر دانش آموز زمن

۱۸ ۱۹ ۶ ۔۔۔ ۱۸۲۹ سک سالیواہن

نوشیروان خسرو فغفور تخت و کامران ۔۔۔ ذی شرف مرد جوان و صاحب عقل کہن

۴۲۹۲ ابراہیمی ۔۔۔ ۱۹۷۶ سمت

آسمانِ حلم و رافت حیدرا روشن دماغ
۲۹ ۳۲ موسوی
آفتابِ علم و حکمت شیرِ حق کہفِ زمن
۱۸ ۱۹ عیسوی

بزمِ جمشیدی سے اُن کی بزم کا رتبہ بلند
۳۶ ۱۳ ہجری
انجمِ چرخِ معلا ہیچ اونکی انجمن
۲۷ ۱۳ ف

مطلعِ انوارِ دانش مصدرِ اجماعِ فہم
۳۶ ۱۳ ھ
ماہِ دین شاہانِ عالم ہیں ہیں شمعِ انجمن
۲۷ ۱۳ ف

عدلِ کسریٰ بذلِ حاتم عفوِ مامون الرشید
۱۳ ۲۴ بہمنی
ہیں صفاتِ برگزیدہ فہم عالی من وعن
۳۶ ۱۳ ہجری

خاندانی دوست برٹش کی ہیں شاہِ شیر گیر
۲۹ ۳۲ موسوی
پا بپیدارا امداد کرتے رہتے ہیں وقتِ محن
۸۲ ۲۱ سکندری

جنگِ ٹیپو غدرِ دہلی میں موجہ کی مدد
۷۶ ۱۹ سمت
ہے فزوں تر صفحۂ تاریخ میں زرین سخن
۲۹ ۳۲ موسوی

جنگِ یورپ میں خزانے و فوجیں بھاری دئیے ہیں
۱۸ ۱۹ ع
فتحِ برٹش کیلئے در دی ہیں شاہِ صف شکن
۳۴ ۳۶ داوٗدی

قیصرِ ہندوستان مامون ہی یکتا قدردان
۱۸ ۱۹ ع
بخشا ہز اگزالٹڈ ہائینس خطابِ ممتحن
۵۴ ۲۶ فرزوقی

ہو مبارک یہ خطابِ مفتخر فخر البشر
۳۴ ۳۶ داوٗدی
دیر گہ منت پذیر و شادمان ہند و دکن
۸۲ ۲۱ سکندری

عرض ہر مصرع میں کر افسر سنینِ مختلف
۵۶ ۳۶ سلیمانی
لطفِ حق گلہائے رنگا رنگ سے رنگین چمن
۲۷ ۱۳ ف

اب یہ ہز اگزالٹڈ ہائینس خطابِ نیک جز
۲۷ ۱۳ ف
ہز مجسٹی ہوں آہی نرم دل شاہِ دکن
۱۳۳۶ ہجری

عرضِ حال

پیرزادہ ملکی چودہ پشت کا آزاد مرد
۲۷ ۱۳ ف
خیر خواہی جبہ آ افسر شاعرِ شیریں سخن
۳۴ ۳۶ داوٗدی

بیٹھا بے جرم وہ حق کی قسم آسودہ دل
۱۳۳۹ ہجری
مگر اعدا سے ہے در پردہ تباہ و بیوطن
۱۳۲۷ ف

ہے سرِ دشِ رحم سلطان پر امید زندگی
۱۳۲۷ ف
بارگاہِ رحم ہے پیوند بخشِ جان و تن
۱۹۶۷ سمت

ہوا اجازت آستان بوسی کی اُسکو یا سمیع
۱۳۲۷ ف
بیکراں ہے مرجعِ عالم درِ شاہِ دکن
۱۳۳۹ھ

عیشِ جم عمرِ خضر جاہِ سلیمان و تمام
۲۹ ۲ ۳ موسوی
تو عطا کر آصفِ سابع کو ربِّ ذوالمنن
۱۵ ۲۱ کیلقوسی

تہنیت عید الاضحیٰ

مُصنّفہ افسر صاحب

شہِ دکن کہ ز بخشش طلوعِ صد اشراق
بود ز عدل و سخایش سکون در آفاق

سمیٔ حضرتِ عثمان شاہ آصف جاہ
بروز مطلعِ اقبال و مظہرِ اخلاق

ز نصفت تو چنان سر گشتہ دست تاثیر
کہ شعلہ بست میانِ کمر نگاہ نُطاق

ز نور عنصر تو آفریدا یزدِ پاک
سعید طالع و اقبال مند از میثاق

ادیب و ناظم و نثار و رامح و فارس
حلیم و صاحب ادراک و ناظم و نساق

کریم و قدر شناسِ علوم و اہلِ ہنر
فہیم و فاضل و علّام و کاشف الاغلاق

عدو گداز و ستم سوز و ماحیٔ بدعات
خدیو عالم و ذی خلق و صاحبِ اشفاق

دوام بر رخِ والا ز غیب مے تابد
تجلیات و کرامات و رحمتِ رزاق

نہ جنبد و نہ وزد باد غیر ایمابت
زبحر موج وز اشجار جنبشگی اوراق

جہاں زعدل تو در کیف شادمانی و عیش
فساد و فتنہ و شر زرق و زور در شلاق

شدہ ہست مہر تو نقشِ نگینِ خاطر ہا
فگند لطفِ تو حبل المتین در اعناق

شہے بہ شانِ شہنشہ چنیں نمی باشد
ندید دیدہ مثالِ تو زیر این طاق

نہ بود و نیز نخواہد شدن چو تو داور
بعلم و حلم و سخاوت بورع و جُود و فاق

ز احتساب تو قیلولہ با نشاطِ تمام
کند بہ بالش ضرغام برہ خوش غلطاق

کشاد عید بروے تو باغ ابراہیم
دلِ مخالفِ تو ہمچو نار در احراق

نجات یافتہ باشی تو مثل اسمٰعیل
عدو مثال ذبیحہ بخوں کند غلطاق

نفوسِ ملکِ دکن یک کرور بیش دو لک
زعدل و داد تو ہستند شاد ہمچو یلاق

عجب بود کہ منِ خیر خواہِ تو یکے ہیچم
ز بغض و سازش اعدا شدا زوطن بفراق

بہ غربت این قدر آفسردہ بودنا کے
اجازتِ وطنش دہ بہ رحمت و اشفاق

مرتبہا خواجہ ظہیر الدین۔۔ اورنگ آبادی مختار
پیر زادہ فسر صاحب مظلعم و مریدانِ فسرصاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

مضمون لفافہ **فرمان** حضور وبیسرائے بہادر ہند بدستخط پرائیوٹ سکرٹری صاحب

رجسٹری شدہ | R | سملہ | ۱۷ / ۱۳

بہ کار ہز مجسٹی

بخدمت سید احمد افسر وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن

حال مقیم وریچ پیٹہ۔ (کشنا ضلع)

شرح دستخط منجانب رجسٹرار کچہری پرائیوٹ سکرٹری
....

ترجمہ

فرمان حضور ویسرائے بہادر ہند بدستخط پرائیویٹ سکرٹری صاحب

کیمپ ویسرائے بہادر ہندوستان

۸ نومبر ۱۹۱۳ عیسوی

جناب عالی

حسب الحکم (گورنمنٹ) آپ کو لکھا جاتا ہے کہ آپ نے بمقام حیدرآباد دکن خط اور مطبوعہ اشعار مدحیہ جو بغرض ملاحظہ حضور ویسرائے بہادر ہند روانہ کیے تھے وہ وصول ہوئے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تہ دل سے نہایت خوشگوار شکریہ آپ کا ادا کروں فقط

شرح دستخط پرائیویٹ سکرٹری صاحب

کچہری پرائیویٹ

ترجمہ سارٹیفکٹ نمبر (۱)

میں تصدیق کرتا ہوں کہ سید احمد افسر وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن بموجب آرڈر جناب سی۔ یل۔ کیپٹن رابنسن اسکویر بغرض اعانت گورمنٹ اسوقت رکروٹنگ ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں اس اہم ڈیوٹی میں بہت دلچسپی سے کام کر رہے ہیں گورمنٹ کے بہت خیر خواہ ہیں۔ مدراس کرناٹک رجمنٹ کے لیئے ۷۰ رکروٹ فٹ کرائے ہیں۔ اور ابھی وہ بجواڑہ میں وفاداری کے ساتھ برٹش گورمنٹ کو امداد دے رہے ہیں فقط

شرح دستخط

سی۔ را مداس

صوبہ دار میجر بہادر

اسسٹنٹ رکروٹنگ افسر مدراس متعلقہ ہندو مسلمان۔ کرستان رکروٹس

مقام بجواڑہ

مرقوم ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء

ترجمہ سارٹیفکٹ نمبر (۲)

سید احمد افسر وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن

جس وقت میں بجواڑہ میں رکروٹنگ ڈیوٹی پر تھا اُس وقت سے میں آپکو پہچانتا ہوں بموجب آرڈر جناب سی۔یل۔ کیا پٹن رابنسن اسکوئر آپ مدراس کی فوج کے لیئے رکروٹس سپلائی کرتے تھے گورنمنٹ کی اِس اہم ڈیوٹی میں آپ بہت دل چسپی لیتے تھے آپ گورنمنٹ کے بہت خیر خواہ اور وفادار ہیں فقط

شرح دستخط

اے۔ سومیّا

صوبہ دار میجر بہادر

مقام بجواڑہ

مرقوم ۱۵۔ اگست ۱۹۱۷ء

ترجمہ فرمان گورنر صاحب مدراس

جی - او - ر - نمبر ۱۲۲۳ - قانون (جنرل) مورخہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۲۱ء

آرڈر - گورنر مدراس باجلاس کونسل اجازت دیتے ہیں کہ

سید احمد حسینی افسر صاحب بہادر مسولی پٹم کشنا ضلع کے بنچ مجسٹریٹ کے جورس ڈکشن میں اسپیشل مجسٹریٹ مقرر کیئے جائیں۔

اُن کو وہ اختیارات دیئے جاتے ہیں جو زیر شروط نوٹس نمبر ۲۷ مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۱۹۱۹ء فورٹ سینٹ جارج گزٹ ۲۶ - اگسٹ صفحہ ۱۴۰ - ۱۴۱ جلد اول میں شائع کیئے گئے ہیں جسکی ترمیم نوٹس نمبر ۹۰۹ مورخہ ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء فورٹ سینٹ جارج گزٹ صفحہ ۱۲۴۸ جلد اول مورخہ ۲۸ اکتوبر میں شائع کی گئی ہے۔

(۲) **آرڈر** - بموجب دفعہ ۱۴ ضابطہ فوجداری بابتہ سنہ ۱۸۹۸ء گورنر باجلاس کونسل حکم دیتے ہیں کہ یم آر - رائے - راؤ صاحب پرسنگی ونیکٹا رنگیا گارو کو مسولی پٹم کشنا ڈسٹک بنچ مجسٹریٹ کے جورس ڈکشن میں جو تقرر کیا گیا تھا اُن کو اُس خدمت سے سبکدوش کیا گیا۔

ڈی - ڈسٹک نمبر ۲۳۰۸ - ۲۱ - ۲۳

اسپل آرڈر کی نقل روانہ کیجاتی ہے بغرض اطلاع سید احمد حسینی افسر صاحب بہادر اور پرسیڈنگ - بنچ مجسٹریٹ درجہ سوم ورسولی پٹم سب ڈویزنل مجسٹریٹ بیدر اور ایک نقل ٹروزری ڈپٹی کلکٹر کشنا کے پاس بغرض اشاعت ڈسٹک گزٹ روانہ کیگئی

حکم ڈسٹک مجسٹریٹ مورخہ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۲۱ء

ڈی - وی - ۳۰

شرح دستخط

یم - دامودھرم

۳۰ - ۵ - ۲۱

حضور سر رشتہ دار - منجانب ڈسٹک مجسٹریٹ -